اِستقبالِ رمضان

مولانا محمد الیاس گھمن متکلمِ اسلام دامت برکاتہم

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

رمضان المبارک میں کرنے والے کام اور چند اہم مسائل کا بیان ______ 1

رمضان کی اہمیت و خصوصیت کے متعلق آپ ﷺ کا خطبہ ______ 4

رمضان المبارک کے معمولات (اجمالاً) __________________ 6

رمضان المبارک کے معمولات (تفصیلاً) __________________ 8

رمضان میں آپ ﷺ کا عبادت کا اہتمام ________________ 8

فضائلِ روزہ ________________________________ 8

روزہ کے متعلق چند جدید مسائل ____________________ 10

روزہ کے متعلق چند شبہات کا ازالہ ___________________ 12

[1]: دورانِ اذان کھاتے پیتے رہنا ___________________ 12

[2]: روزے کی نیت اور دعا _______________________ 13

بیس رکعات تراویح ____________________________ 15

تراویح کے متعلق چند اہم مسائل ___________________ 17

[1]: نابالغ کی امامت کا مسئلہ _______________________ 17

[2]: نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کرنے کا حکم _________ 17

[3]: تراویح میں ختمِ قرآن _________________________ 21

[4]: تراویح کی اجرت کا مسئلہ _______________________ 22

نماز وتر ____________________________________ 22

[1]: وتر واجب ہیں ____________________________ 22

[2]: وتر تین رکعت ہیں __________________________ 22

[3]: تین رکعت وتر ایک سلام سے ____________________ 22

[4]: وتر کی دوسری رکعت میں تشہد ____________________ 23

[5]:دعائے قنوت 23

[6]:دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنا 24

[7]:دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا 24

فضیلتِ اعتکاف 24

خواتین کا اعتکاف 25

قضائے عمری کا مسئلہ 26

فضائلِ صدقۃ الفطر 29

مسائلِ صدقۃ الفطر 30

چاند رات کی فضیلت اور اس میں کرنے والے کام 30

اس رات یہ کام کریں: 31

نمازِ عید کی ادائیگی کا طریقہ 32

تکبیرات عیدین میں رفع یدین: 33

خواتین کا عید گاہ جانا: 33

شوال کے چھ روزے 34

چند مسائل: 35

رمضان کی اہمیت و خصوصیت کے متعلق آپ ﷺ کا خطبہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا جس میں رمضان المبارک کی اہمیت، افادیت، خصوصیت اور امتیازی حیثیت کا دل آویز تذکرہ فرمایا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کو نقل فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزْدَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قَالُوا: لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ: يُعْطِي اللّٰہُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ أَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ غَفَرَ اللّٰہُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ وَاسْتَكْثِرُوا فِيهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: خَصْلَتَيْنِ تُرْضُونَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنَى بِكُمْ عَنْهُمَا فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُونَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ وَتَسْتَغْفِرُونَهُ وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنَى بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُونَ اللّٰہَ الْجَنَّةَ، وَتَعُوذُونَ بِهِ مِنَ النَّارِ وَمَنْ أَشْبَعَ فِيهِ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

(صحیح ابن خزیمۃ: ج2 ص911 باب فضائل شہر رمضان - رقم الحدیث 1887)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں ہمیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ "تم پر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا اور بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے گا ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے گا وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) بلکہ اگر کوئی بندہ ایک کھجور سے روزہ افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسّی کا پلادے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی یہ ثواب مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول

حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور نوکر کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں اور آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے لیے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے رب تعالیٰ شانہ (روزِ قیامت) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔"

رمضان المبارک کے معمولات (اجمالاً)

1: پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام کیا جائے۔ خواتین گھروں میں نماز کی پابندی کریں۔

2: روزے رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ روزے کے آداب کا خیال رکھا جائے۔

3: نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

4: اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تراویح کا امام نابالغ نہ ہو۔

5: ایسے امام کے پیچھے تراویح نہ پڑھی جائے جو قرآن مجید دیکھ کر تراویح پڑھاتا ہو۔

6: اگر کسی جگہ پر آٹھ رکعت تراویح ہو اور اس میں قرآن مجید مکمل پڑھا جاتا ہو اور دوسری جگہ پر بیس رکعت تراویح ہو لیکن سورتوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہوں تو بیس رکعت ہی پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

7: اگر تراویح کے لیے نابالغ امام ہو یا امام قرآن دیکھ کر پڑھاتا ہو یا آٹھ رکعت ہی پڑھی جا رہی ہوں تو ایسی تراویح میں شامل ہونے کے بجائے گھر میں ادا کی جائے۔ بچوں اور خواتین کو مقتدی بنا کے پڑھ لی جائے۔

8: قرآن کریم کی تلاوت کم از کم دو پارے ورنہ ایک پارے کا معمول بنایا جائے۔ سہولت کی خاطر ایک نقشہ پیش کیا جا رہا ہے جس کی مدد سے مخصوص مقدار تلاوت کرنے سے رمضان میں کئی ختم کی جا سکتے ہیں۔

30منٹ (آدھ گھنٹہ) روزانہ	ایک پارہ	ایک ختم قرآن
60منٹ (ایک گھنٹہ) روزانہ	دو پارے	دو ختم قرآن
90منٹ (ڈیڑھ گھنٹہ) روزانہ	تین پارے	تین ختم قرآن
120 منٹ (دو گھنٹے) روزانہ	چار پارے	چار ختم اور آٹھ سپارے
150 منٹ (اڑھائی گھنٹے) روزانہ	پانچ پارے	چھ ختم قرآن

اگر مستقل مزاجی سے تلاوت کی جائے تو اس سے بھی زیادہ مقدار کی تلاوت ہو سکتی ہے۔

9: نفل نمازوں مثلاً تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، صلوٰۃ التسبیح، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ التوبۃ کا اہتمام کیا جائے کیونکہ رمضان میں نفل نماز کا ثواب فرض نماز کے برابر ہے۔

10: ذکر، درود شریف اور مسنون دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔

11: سحری کھانے کا اہتمام ہو۔ طلب زیادہ نہ ہو تو چند کھجوروں اور پانی پر اکتفاء کیا جائے۔

12: غرباء و مساکین کے سحر و افطار کا اپنی وسعت کے مطابق انتظام کیا جائے۔

13: اس مہینہ میں سخاوت کا بہت اہتمام کیا جائے۔ عزیز و اقارب، قرب و جوار، دوست احباب وغیرہ میں جن کی مالی حالت کمزور ہو ان کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

14: زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور دیگر صدقات کا اہتمام کیا جائے۔ اس مہینہ میں علماء و صلحاء اور مدارس دینیہ کی خدمت کی جائے۔

15: اس مہینہ میں ٹی وی پر پر غیر مستند اینکرز اور غیر مستند سکالرز کے بیان سننے سے حد درجہ اجتناب کیا جائے۔

16: اہل حق علماء کے بیانات کو سنا جائے، جو اہل حق نہیں ہیں ان کے بیانات سے خود بھی بچایا جائے اور دوسروں کو بھی۔

17: آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی کوشش کی جائے۔ مرد مساجد میں اور خواتین اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھیں۔ اس میں عبادات کی جائیں، تلاوت کا اہتمام ہو اور لیلۃ القدر کی تلاش میں راتوں کو بیداری کی جائے۔

18: اپنے ماتحت ملازمین کے کام میں کمی کر دیں!

19: تاجر برادری ان دنوں اشیاء پر نفع کم از کم لے تاکہ غرباء و مساکین بھی عید کے لیے چیزیں خرید سکیں۔

20: کوشش کی جائے کہ عید کے لیے کپڑے اور دیگر سامان رمضان المبارک سے پہلے ہی بنوا لیا جائے تاکہ رمضان المبارک کی عبادات یکسوئی سے ادا ہو سکیں۔

رمضان المبارک کے معمولات (تفصیلاً)

رمضان میں آپ ﷺ کا عبادت کا اہتمام

[1]: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج3 ص310 فضائل شہر رمضان)

ترجمہ: زوجہ نبی اکرم؛ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرِ ہمت کس لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

[2]: جب رمضان کی آخری دس راتیں آتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا.

(صحیح مسلم: ج1، ص372، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر الخ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔

فضائلِ روزہ

[1]: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُعْطِيَتْ أُمَّتِي خَمْسَ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ، خُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُفْطِرُوا، وَيُزَيِّنُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ ثُمَّ يَقُولُ: يُوشِكُ عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمُ الْمَئُونَةَ وَالْأَذٰى وَيَصِيرُوا إِلَيْكِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلُصُوا إِلٰى مَا كَانُوا يَخْلُصُونَ إِلَيْهِ فِي غَيْرِهِ، وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: لَا! وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفّٰى أَجْرَهُ إِذَا قَضٰى عَمَلَهُ.

(مسند احمد: ج8 ص30 رقم الحدیث 7904)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئیں ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں۔ ۱... ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، ۲... ان کے لئے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ افطار کے وقت تک دعا کرتے ہیں، ۳... جنت ہر روز ان کے لیے سجادی جاتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے ہٹا کر تیری طرف آئیں گے، ۴... اس مہینہ میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور لوگ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں جاسکتے ہیں، ۵... رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم نے عرض کی: کیا یہ شب قدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے وقت دی جاتی ہے۔

[2]: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا اللهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ.

(مسند احمد: ج9ص346، رقم الحدیث9870)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ایک دن رمضان کا روزہ چھوڑ دے اور پھر تمام عمر کے روزے بھی رکھے تو اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتا۔

[3]: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا.

(سنن النسائی: رقم الحدیث2232)

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: روزہ انسان کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

فائدہ: ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اور روزہ پھاڑ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں جھوٹ، غیبت اور اس قسم کے ناجائز کام کیے جائیں۔ لہٰذا روزہ کے حقیقی فوائد اور ثمرات اس وقت حاصل ہوں گے جب انسان ان گناہ کی چیزوں اور لایعنی کاموں سے بچا رہے۔

[4]: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُرَدُّ دُعَاؤُهُمْ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ.

(مسند احمد بن حنبل: ج9ص298رقم الحدیث9703)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی؛ ایک روزہ دار کی جب وہ روزہ افطار کرتے وقت مانگتا ہے، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم انسان کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھالیتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ (اے بندے!) میں تیری ضرور مدد کروں گا، گو (کسی مصلحت کی وجہ سے) کچھ دیر ہو جائے۔

[5]: عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا. فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ: آمِينَ. فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: آمِينَ. فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِينَ. فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا الْيَوْمَ مِنْكَ شَيْئًا لَمْ نَكُنْ نَسْمَعُهُ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ: آمِينَ فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ

عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا. فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ- أَظُنُّهُ قَالَ- فَقُلْتُ: آمِينَ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص214 رقم الحدیث 1471)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ (قریب قریب) حاضر ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے زینہ پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب آپ علیہ السلام خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت جبرئیل میرے پاس آئے تھے۔ جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا: آمین، پھر جب میں دوسرے زینے پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں آئیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا: آمین۔

نوٹ:

روزہ کے مسائل کے متعلق بندہ کی کتاب "رمضان المبارک؛ فضائل ومسائل" کا مطالعہ فرمائیں۔

روزہ کے متعلق چند جدید مسائل

1: خون دینا

روزے کے دوران اگر کسی مریض کو خون دینے کی ضرورت ہے تو خون دینا جائز ہے اس سے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ البتہ اتنا خون دینا جس سے کمزوری آجائے اور روزہ پورا کرنا مشکل ہو جائے، مکروہ ہے۔

2: خون لگوانا

اگر روزے کے دوران خون لگوانے کی ضرورت ہو تو خون لگوا سکتے ہیں روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

3: سیمپل دینا

روزے کی حالت میں ٹیسٹ کروانے کے لیے خون کا نمونہ یعنی سیمپل دینا جائز ہے۔

4: انجکشن لگوانا

روزے میں انجکشن لگوانا جائز ہے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ انجکشن پٹھے (Muscle) میں بھی لگوا سکتے ہیں اور رگ (Vain) میں بھی۔

5:طاقت کے لیے انجکشن

انجکشن خواہ کسی مرض کے لیے ہو یا طاقت کے لیے؛روزہ فاسد نہ ہو گا۔ البتہ بلاضرورت روزے کا احساس نہ ہونے اور محض طاقت حاصل کرنے کے لیے اگر طاقت کا انجکشن لگوایا تو یہ مکروہ ہے اور روزے کے اجر میں کمی واقع ہو جائے گی۔

6:ڈرپ

مریض روزے کی حالت میں ڈرپ لگوا سکتا ہے۔ اور اس میں مختلف قسم کے انجکشن بھی ڈالے جاسکتے ہیں۔ لیکن بلا ضرورت صرف کمزوری دور کرنے اور طاقت حاصل کرنے کے لیے ڈرپ لگانا مکروہ ہے۔

7:روزہ میں انہیلر استعمال کرنا

سانس کی تکلیف اور دمہ کے مریض کے لیے روزے کے دوران انہیلر کے استعمال سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس میں دوائی ہوتی ہے جو پمپ کرنے کی صورت میں حلق کے اندر جاتی ہے۔ دوائی اندر جانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور قضالازم ہوتی ہے۔ اس لیے ایسے افراد جب تک ممکن ہو انہیلر کے استعمال کے بغیر روزہ رکھیں اور جب نہ رکھ سکیں تو بعد میں فوت شدہ روزوں کی قضا کریں۔

8: کرونا کا ٹیسٹ اور کرونا ویکسین

کرونا کا ٹیسٹ کروانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کرونا ویکسین جو انجکشن کے ذریعے لگائی جاتی ہے، اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

9:انیما کروانا(یعنی مقعد کے ذریعے دوا جسم میں داخل کرنا)

انیما کروانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضالازم ہوتی ہے۔

10:روزہ کی حالت میں آکسیجن لینا

روزہ کی حالت میں اگر صرف آکسیجن لی جائے اور اس کے ساتھ کوئی اور دوا شامل نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ ہاں اگر اس کے ساتھ دوا کے اجزا بھی شامل ہیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزہ کے متعلق چند شبہات کا ازالہ

[1]: دورانِ اذان کھاتے پیتے رہنا

شبہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اذان کے دوران کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں اور دلیل میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ، فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ.

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: رقم الحدیث 1552)

ترجمہ: اگر کوئی شخص اذان کی آواز سنے اور کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے چاہیے کہ برتن نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے (یعنی کچھ کھانا کھالے)

ازالہ:

قرآن کریم نے روزے دار کے لیے سحری کے کھانے پینے کی حد ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾

(سورۃ البقرۃ:187)

ترجمہ: تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔

اس آیت کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کے بعد کھانا پینا روزے کو باطل کر دیتا ہے۔ جہاں تک مذکورہ روایت کا تعلق ہے تو اس کو سمجھنے کے لیے صحیح مسلم کی یہ روایت ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 1092)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے؛ حضرت بلال اور حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نابینا تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ تو رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں لہذا تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے ہوتی تھی اور حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سحری کا وقت ختم ہونے پر اذان دیتے تھے۔ تو مذکورہ روایت حضرت بلال رضی اللہ کی اذان سے متعلق ہے کہ وہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے تہجد کے لیے اذان دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ نمازِ فجر کا وقت شروع ہونے پر اذان دیتے تھے اس لیے ان کی اذان کے وقت کھانے پینے کی ممانعت کر دی گئی۔

نوٹ: عام طور پر ہمارے ہاں تمام موذنین طلوع فجر کے بعد اذان دیتے ہیں۔ لہذا اذان شروع ہوتے ہی کھانا پینا بند کر دینا لازمی

ہے۔ اذان شروع ہو جانے کے بعد اگر کوئی کھاتا پیتا رہے تو اس کا روزہ نہیں ہو گا۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ سحری ختم ہونے کا معیار؛ وقت ہے، اذان نہیں۔

[2]: روزے کی نیت اور دعا

روزہ رکھنے کے لیے دل میں روزے کی نیت کرنا کافی ہے، زبان سے مخصوص الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں ایسے الفاظ جن سے روزہ رکھنا اور نیت کا اظہار کرنا سمجھا جا رہا ہو تو ایسے الفاظ کہنا مستحب اور بہتر ضرور ہے، مخصوص الفاظ لازمی نہیں۔

شبہ نمبر 1:

"وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کے الفاظ کہہ کر نیت کرنا بدعت ہے۔

ازالہ:

روزہ کی نیت اصل میں دل کے ارادہ کا نام ہے۔ اس ارادہ کا اظہار زبان سے کرنا خود احادیث سے ثابت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: يَا عَائِشَةُ! هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ. قَالَ: "فَإِنِّي صَائِمٌ"

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 1154)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ کے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس تو کچھ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر میرا روزہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ: "هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟". فَإِذَا قُلْنَا: لَا، قَالَ: "إِنِّي صَائِمٌ".

(سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2457)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے پاس تشریف لاتے تو پوچھتے: کیا آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ جب میں عرض کرتی کہ کچھ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ (پھر) میرا روزہ ہے۔

امام محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) اپنی کتاب میں یہ تعلیقات لائے ہیں:

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ: كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟ فَإِنْ قُلْنَا: لَا! قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ يَوْمِي هٰذَا. وَفَعَلَهُ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

(صحیح البخاری: باب إذا نوى بالنهار صوما باب 21)

ترجمہ: حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابولدرداء ہم سے) پوچھا کرتے: کیا آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اگر ہم یہ جواب دیتے کہ ہمارے پاس تو کچھ نہیں تو وہ کہتے کہ پھر تو آج کے دن میرا روزہ ہے۔ یہ کام حضرت ابو طلحہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم بھی فرماتے تھے۔

ان روایات میں روزہ کی نیت کا اظہار مختلف الفاظ سے کیا گیا ہے۔ اس کی روشنی میں ہم یہ موقف رکھتے ہیں کہ دل میں روزے کی نیت کرنا کافی ہے۔ الفاظ چونکہ مختلف منقول ہیں اس لیے الفاظ کی پابندی ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے اس نیت کا اظہار ہو سکے انہیں کہنا جائز ہے۔ اس لیے "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کہہ دیا جائے یا "إِنِّي صَائِمٌ" کہہ دیا جائے یا اپنی زبان میں کہہ دیا جائے کہ "آج میرا روزہ ہے" یا محض دلی ارادہ پر اکتفاء کیا جائے..... ہر صورت جائز ہے۔ جب الفاظ میں وسعت ہے تو "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کے الفاظ (جنہیں ہم لازم نہیں سمجھتے) پر اشکال کرنا خود قابلِ اشکال ہے۔

شبہ نمبر2:

"وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کے الفاظ میں "غد" کا معنی ہے "کل" حالانکہ روزہ تو آج کا ہے اور نیت کل کے روزے کی ہو رہی ہے۔ اس لیے ترکیبی اعتبار سے یہ الفاظ درست نہیں!

ازالہ:

لفظ "غد" کے دو معنی ہیں:

1: کل کا مخصوص دن   2: زمان مستقبل

علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی الحنفی (ت1270ھ) اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ﴾ (سورۃ یوسف: 12) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وھو يطلق على اليوم الذي يلي يومك وعلى الزمن المستقبل مطلقا.

(تفسیر روح المعانی: ج12 ص193)

ترجمہ: لفظ "غد" کا اطلاق ایک دن سے اگلے آنے والے دن پر بھی ہوتا ہے اور مطلق زمانہ مستقبل پر بھی ہوتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ؛ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ (سورۃ لقمان: 34) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ماذا تكسب غدا أي في الزمان المستقبل من خير أو شر.

(تفسیر روح المعانی: ج21 ص109)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ کہ بندے کو معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کام کرے گا، کا معنی یہ ہے کہ بندہ زمانہ مستقبل میں کیا اچھا اور برا کام کرے گا اس کا بندے کو علم نہیں۔

"وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" میں لفظ "غد" کا دوسرا معنی "زمان مستقبل" مراد ہے۔ گویا روزہ رکھنے والا کہہ رہا ہے کہ زمانے مستقبل میں جو زمانہ روزے کا ہے یعنی طلوعِ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت، میں اس وقت میں روزہ رکھنے کی نیت کرتا ہوں۔

بیس رکعات تراویح

تراویح کی مسنون مقدار بیس رکعات ہیں اس لیے بیس رکعات پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بیس رکعات تراویح کے دلائل:

دلیل نمبر1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص225، المعجم الکبیر للطبرانی ج5 ص433 رقم 11934)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

(تاریخ جرجان للسہمی: ص317، فی نسخۃ142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے تو لوگوں کو چار رکعات فرض، بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

دلیل نمبر3:

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَايُحْسِنُوْنَ اَنْ يَّقْرَأُوْا فَلَوْقَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: يَاآمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْئٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْعَلِمْتُ وَلٰكِنَّهٗ اَحْسَنُ. فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز تراویح پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قرأت

(قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ اگر آپ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اچھا ہے۔" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔" تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

دلیل نمبر4:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاِنْ كَانُوْا لَيَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قرآن مجید کی سو سو آیات والی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

دلیل نمبر5:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَمَرَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاوِحَ مَابَيْنَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ فَيَرْجِعَ ذُوالْحَاجَةِ وَيَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ وَاَنْ يُوْتِرَ بِهِمْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حِيْنَ الْاِنْصِرَافِ.

(مسند الامام زید ص159، 158، فی نسخۃ: ص155)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا جو لوگوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں نماز تراویح پڑھاتا تھا کہ وہ ان کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائے! ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرے اور ہر چار رکعتوں کے درمیان آرام کے لیے کچھ دیر وقفہ کرے تاکہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا واپس آسکے، وضو کرنے والا وضو کر سکے اور یہ بھی حکم فرماتے تھے کہ (تراویح کے اختتام کے وقت) واپسی پر ان کو وتر کی نماز بھی پڑھائے۔

دلیل نمبر6: (جمہور علماء کا موقف اور اجماع امت)

(1): امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (ت279ھ) فرماتے ہیں:

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(2): علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف نووی دمشقی الشافعی (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

اعلم ان صلاۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ. (کتاب الاذکار ص226)

ترجمہ: جان لیجیے کہ نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

(3): ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

اجمع الصحابہ علی ان التراویح عشرون رکعۃ. (مرقاۃ المفاتیح: ج3 ص346)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

تراویح کے متعلق چند اہم مسائل

[1]: نابالغ کی امامت کا مسئلہ

نابالغ بچے کے پیچھے تراویح ادا کرنا جائز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ نَؤُمَّ النَّاسَ فِي الْمُصْحَفِ، وَنَهَانَا أَنْ يَؤُمَّنَا إِلَّا الْمُحْتَلِمُ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص711 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر پڑھائیں اور ہمیں یہ حکم دیا کہ بالغ امامت کروائیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: لَا يَؤُمُّ الْغُلَامُ حَتّٰى تَجِبَ عَلَيْهِ الْحُدُوْدُ.

(نیل الاوطار للشوکانی: ج3 ص176 باب ماجاء فی امامۃ الصبی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچہ امامت نہ کرائے جب تک اس قابل نہ ہو جائے کہ اس پر حدود لگ سکیں (یعنی بالغ ہو جائے)۔

[2]: نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کرنے کا حکم

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت 150ھ) کا موقف یہ ہے کہ نماز میں قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کی جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اس موقف پر دلائل یہ ہیں:

[1]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور اسلافِ امت کا عمل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور دیگر اسلافِ امت سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ وہ قرآن مجید سے دیکھ کر نماز پڑھنے کو منع فرماتے تھے اور اس کو ناپسند کرتے تھے۔

(1): حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (ت24ھ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ نَؤُمَّ النَّاسَ فِي الْمُصْحَفِ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص711 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں قرآن پاک دیکھ کر لوگوں کی امامت کرنے سے منع فرمایا۔

(2): حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما (ت37ھ)

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَؤُمَّ الرَّجُلُ النَّاسَ بِاللَّيْلِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْمُصْحَفِ قَالَ: هُوَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْكِتَابِ.

(تاریخ بغداد: ج7 ص208، ترجمۃ سعد بن محمد بن اسحاق، رقم الترجمۃ 4744)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص رمضان کے مہینے میں قرآن میں دیکھ کر لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن میں دیکھ کر نماز ادا کرنا یہ اہلِ کتاب کا عمل ہے۔

(3): حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت68ھ):

عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال فی الرجل یؤم القوم وهو ینظر فی المصحف انه یکره ذلك وقال کفعل اهل الکتاب.

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف: ص رقم الحدیث 171)

ترجمہ: امام یوسف اپنے والد امام ابویوسف القاضی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے اس امام کے متعلق جو لوگوں کو قرآن مجید دیکھ کر امامت کروائے، یہ بات فرمائی کہ یہ مکروہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس شخص کا یہ فعل اہل کتاب کے فعل کی طرح ہے۔

(4): حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ الْبَكْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يَؤُمُّ قَوْمًا فِي مُصْحَفٍ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص715 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک آدمی پر ہوا جو لوگوں کو قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنا پاؤں مارا۔

مطلب یہ ہے کہ اس امام کے اس فعل پر ناگواری کا اظہار فرمایا۔ نیز ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"وَنَحَّا الْمُصْحَفَ."

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص715 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا مصحف لے کر ایک طرف رکھ دیا۔

(5): امام ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن حبیب السلمی التابعی (ت بعد 70ھ)

عَنۡ أَبِي عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ كَرِهَ أَنۡ يَؤُمَّ فِي الۡمُصۡحَفِ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داوٗد: ص715 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امام ابو عبد الرحمٰن السلمی کے بارے میں مروی ہے کہ آپ قرآن دیکھ کر امامت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

(6): امام سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (ت 94ھ)

عَنِ ابۡنِ الۡمُسَيِّبِ قَالَ: "إِذَا كَانَ مَعَهُ مَا يَقُومُ بِهٖ لَيۡلَهُ رَدَّدَهُ وَلَا يَقۡرَأُ فِي الۡمُصۡحَفِ."

(کتاب المصاحف لابن ابی داوٗد: ص711 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امام سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (ت 94ھ) کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر قیام اللیل (تہجد) میں پڑھنے کے لیے کچھ قرآن یاد ہے تو وہی بار بار پڑھے لیکن قرآن مجید کو دیکھ کر نہ پڑھے۔

(7): فقیہ العراق امام ابراہیم بن یزید النخعی (ت 96ھ)

عَنۡ إِبۡرَاهِيمَ: "أَنَّهُ كَرِهَ أَنۡ يَؤُمَّ فِي الۡمُصۡحَفِ." (کتاب المصاحف لابن ابی داوٗد: ص713 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امام ابراہیم النخعی رحمہ اللہ مصحف کو دیکھ کر امامت کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(8): امام مجاہد بن جبُر المکی التابعی رحمہ اللہ (ت 103ھ)

عَنۡ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَكۡرَهُ أَنۡ يَؤُمَّ الرَّجُلُ فِي الۡمُصۡحَفِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص89 باب من کرہہ [ای الامامۃ بالقراءۃ فی المصحف])

ترجمہ: امام مجاہد رحمہ اللہ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ آدمی امام بنے اور قرآن دیکھ کر نماز پڑھائے۔

[2]: تشبہ باھل الکتاب

نماز میں قرآن مجید ہاتھ میں پکڑ کر قرأت کرنا یہ تشبہ باہل الکتاب ہے کیونکہ یہود جب نماز پڑھتے ہیں تو اپنی کتاب ہاتھ میں لے کر اس سے دیکھ کر پڑھتے ہیں۔ اس کے لیے یہود کی عبادات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ امتِ محمدیہ کو اہل کتاب کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالِفُوا الۡيَهُودَ وَالنَّصَارٰى. (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث 2186)

ترجمہ: یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو!

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال فی الرجل یؤم القوم وھو ینظر فی المصحف انہ یکرہ ذلك وقال کفعل اھل الکتاب.

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف: ص رقم الحدیث 171)

ترجمہ: امام یوسف اپنے والد امام ابو یوسف القاضی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے اس امام کے متعلق جو لوگوں کو قرآن مجید دیکھ کر امامت کروائے، یہ بات فرمائی کہ یہ مکروہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس شخص کا یہ فعل اہل کتاب کے فعل کی طرح ہے۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَؤُمَّ الرَّجُلُ النَّاسَ بِاللَّيْلِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْمُصْحَفِ قَالَ: هُوَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْكِتَابِ.

(تاریخ بغداد: ج7 ص208، ترجمۃ سعد بن محمد بن اسحاق، رقم الترجمۃ 4744)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص رمضان کے مہینے میں قرآن میں دیکھ کر لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن میں دیکھ کر نماز ادا کرنا یہ اہلِ کتاب کا عمل ہے۔

[3]: مستحب کی خاطر سنت مؤکدہ کا ترک کرنا

نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر باندھنا سنت مؤکدہ ہے۔

◆ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ.

(صحیح البخاری ج1 ص102 باب وضع الیمنی علی الیسریٰ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھے۔

◆ عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی الله عنهما اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ اِنَّا مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا وَاَنْ نُمْسِكَ بِاَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِيْ صَلٰوتِنَا.

(صحیح ابن حبان ص554.555 ذکر الاخبار عما یستحب للمرء، رقم الحدیث 1770)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم سحری تاخیر سے کریں، افطار جلدی کریں اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے اپنے بائیں ہاتھوں کو پکڑے رکھیں۔

اگر کوئی شخص نماز میں قرآن مجید کا نسخہ یا موبائل ہاتھ میں پکڑ کر نماز پڑھے تو ظاہر بات ہے کہ وہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نہیں رکھ سکتا۔ نماز میں اتنی قرأت کافی ہوتی ہے جس سے وجوب ادا ہو سکے، اس سے زائد قرأت مستحب ہے جبکہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ تو مستحب کی خاطر سنتِ مؤکدہ کو کیسے ترک کیا جا سکتا ہے؟

[4]: تلقُّن من الغير

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور جو شخص نماز میں شامل نہیں وہ اس نمازی کو لقمہ دے اور یہ نمازی اس لقمہ کو لے کر

قرأت کرلے تو اس نمازی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ تلقن من الغیر ہے۔اسی طرح جب کوئی شخص نماز میں مصحف دیکھ کر قرأت کرے تو یہ بھی غیر نمازی سے لقمہ لینے کی طرح ہے۔ جس طرح غیر نمازی سے لقمہ لینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اسی طرح مصحف سے دیکھ کر قرأت کرنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

چنانچہ علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی الحنفی (ت 1252ھ) اس صورت میں نماز کے فاسد ہونے پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا استدلال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَنَّهُ تَلَقُّنٌ مِنَ الْمُصْحَفِ فَصَارَ كَمَا إِذَا تَلَقَّنَ مِنْ غَيْرِهِ.

(رد المحتار: ج4 ص452)

ترجمہ: (نماز اس لیے فاسد ہو جاتی ہے کہ) قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کرنا مصحف سے لقمہ لینے والی بات ہو گی اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی غیر نمازی سے لقمہ لیا جائے۔

[3]: تراویح میں ختمِ قرآن

تراویح میں ایک بار مکمل قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے، اس کو چھوڑنے والا تارک سنت کہلائے گا۔ہاں ایک سے زائد مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا باعث سعادت و ثواب ہے۔

(1): عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ اَمَّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ فَلْيَأْخُذْ بِهِمُ الْيُسْرَ فَاِنْ كَانَ بَطِيْءَ الْقِرَاءَةِ فَلْيَخْتِمِ الْقُرْآنَ خَتْمَةً وَاِنْ كَانَ قِرَاءَةً بَيْنَ ذٰلِكَ، فَخَتْمَةً وَنِصْفاً وَاِنْ كَانَ سَرِيْعَ الْقِرَاءَةِ فَمَرَّتَيْنِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222 باب فی صلاۃ رمضان)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائے وہ ان سے آسانی کا معاملہ کرے۔ اگر اس کی قرأت آہستہ ہو تو ایک قرآن کریم کا ختم کرے، قرأت کی رفتار درمیانی ہو تو ڈیڑھ اور اگر تیز قرأت کر سکتا ہو تو پھر دو بار قرآن کا ختم کرے۔

(2): قَالَ الْاِمَامُ الْفَقِيْهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَصْكَفِيُّ رَحِمَهُ اللهُ : (وَالْخَتْمُ) مَرَّةً سُنَّةٌ وَمَرَّتَيْنِ فَضِيْلَةٌ وَثَلَاثًا اَفْضَلُ (وَلَا يُتْرَكُ) الْخَتْمُ (لِكَسْلِ الْقَوْمِ)۔

(الدر المختار للحصکفی: ج2 ص601 کتاب الصلاۃ، مبحث صلاۃ التراویح)

ترجمہ: امام محمد بن علی الحصکفی فرماتے ہیں: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت، دو بار فضیلت اور تین بار افضل ہے، قوم کی سستی کی وجہ سے چھوڑا نہ جائے۔

(3): فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اَلسُّنَّةُ فِي التَّرَاوِيْحِ اِنَّمَا هُوَ الْخَتْمُ مَرَّةً فَلَا يُتْرَكُ لِكَسْلِ الْقَوْمِ.

(فتاوی عالمگیریہ ج1 ص130 فصل فی التراویح)

ترجمہ: تراویح میں ایک بار ختم قرآن کرنا سنت ہے، لوگوں کی سستی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔

[4]: تراویح کی اجرت کا مسئلہ

پیسے وصول کرنے کی نیت سے تراویح پڑھانا جائز نہیں ہے ہاں اگر لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا کوئی حافظ ہو تو اس کو اگر کوئی ہدیۃً پیسے دینا چاہے تو اس کو لینے میں کوئی حرج نہیں چاہیے امام کو چاہیے کہ اللہ کی رضا کی خاطر پڑھائے معاوضہ طے نہ کرے تاہم مقتدیوں میں سے کوئی امام کو ہدیہ دینا چاہے تو امام کے لیے ہدیہ لینے کی گنجائش ہے۔

نماز وتر

[1]: وتر واجب ہیں

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَاتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا.

(صحیح البخاری ج1 ص136 باب لیجعل آخر صلٰوتہ وترا، قیام اللیل للمروزی ص218)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ۔

[2]: وتر تین رکعت ہیں

عَنْ اَبِیْ سَلْمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یُّصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا.

(صحیح البخاری ج1 ص154-269-504 باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان مبارک میں کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

[3]: تین رکعت وتر ایک سلام سے

عَنْ سَعْدِ بْنِ ہِشَامٍ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا حَدَّثَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ.

(سنن النسائی ج1 ص248 باب کیف الوتر بثلاث)

ترجمہ: حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (بلکہ تین رکعت پڑھ کر ہی سلام پھیرتے تھے)

[4]:وتر کی دوسری رکعت میں تشہد

وتر رات کی نماز ہے، عام نمازوں کی طرح اس میں بھی دو رکعت پر تشہد کیا جاتا ہے۔ دو رکعت کے بعد تشہد کرنا درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةُ.

(صحیح مسلم ج 1 ص 194 باب ما یجمع صفۃ الصلوٰۃ وما یفتح بہ ویختم بہ)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت میں التحیات (یعنی تشہد) ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا لَا نَدْرِيْ مَا نَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ اَنْ نُّسَبِّحَ وَنُكَبِّرَ وَنَحْمَدَ رَبَّنَا وَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُلِّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهٗ فَقَالَ اِذَا قَعَدْتُّمْ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ...

(سنن النسائی ج 1 ص 174 کیف التشہد الاول)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھیں تو کیا کریں؟ بجز اس کے کہ تسبیح کہیں، تکبیر کہیں، اپنے پروردگار کی تعریف کریں اور یہ کہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا بھلائی کی باتیں سکھلائی گئی ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم دو رکعت پڑھ کر بیٹھو تو یوں کہو التحیات للہ (آخر تشہد تک)

[5]:دعائے قنوت

کتب احادیث میں دعائے قنوت کے مختلف الفاظ مروی ہیں۔ ان سب کا ماحصل اور قدر مشترک یہ الفاظ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ.

(سنن الطحاوی ج 1 ص 177 باب القنوت فی الصلوٰۃ الفجر وغیرھا، رسالہ ابن ابی زید القیروانی ص 29، کتاب الدعاء للطبرانی ص 237، مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 31 باب القنوت، رقم الحدیث 4984، الحاوی الکبیر للماوردی ج 2 ص 355، مصنف ابن ابی شیبۃ ج 4 ص 518، فی قنوت الوتر من الدعائ، رقم الحدیث 6965، الشرح الکبیر لعبد الکریم الرافعی ج 4 ص 250، السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 210۔211 باب دعاء القنوت)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، تیری بہترین ثناء بیان کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری نافرمانی کرے ہم اس سے الگ ہو جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ تیری طرف ہی دوڑتے ہیں ہم تیری بندگی کے لئے حاضر ہوتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

[6]: دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنا

حضرت عاصم بن سلیمان الاحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قَالَ فَإِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِيْ عَنْكَ اِنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا.

(صحیح البخاری ج1 ص136 باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ، صحیح مسلم ج1 ص237 باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات)

ترجمہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قنوت ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا: رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد؟ فرمایا رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھے بتایا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا ہے۔ رکوع کے بعد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی ہے۔“

[7]: دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا

نمبر1: قَالَ [اَبُوْ عُثْمَانَ]: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوْتِ.

(جزء رفع الیدین للبخاری ص146 رقم الحدیث 162، قیام اللیل للمروزی ص230 باب رفع الایدی عند القنوت)

ترجمہ: حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ قنوت میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔“

نمبر2: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَءُ فِيْ اٰخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ.

(جزء رفع الیدین للبخاری ص146 رقم الحدیث 163، مسند ابن الجعد ص332 رقم الحدیث 2277)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے پھر رکوع میں جانے سے پہلے اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

نوٹ:

نماز وتر کے مذکورہ مسائل کے متعلق مزید دلائل بندہ کی کتاب ”نماز اھل السنۃ والجماعۃ“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فضیلتِ اعتکاف

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ... مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالٰى جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج5 ص279 رقم الحدیث 7326)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کیلیے ایک

دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنادیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔

ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہوگی؟ ان لوگوں کی خوش قسمتی ہے جو رمضان کی مبارک گھڑیوں میں اعتکاف کرتے ہیں۔

نوٹ:

اعتکاف کے مسائل کے لیے بندہ کی کتاب "اعتکاف کورس" کا مطالعہ فرمائیں۔

خواتین کا اعتکاف

مرد کے لیے اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا اور عورت کے لیے اپنے گھر کی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ عورتوں کا اعتکاف گھروں میں ہونا چاہیے اس کے دلائل یہ ہیں:

[1]: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾

(سورۃ البقرہ:187)

ترجمہ: (اپنی بیویوں سے) مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم نے مسجدوں میں اعتکاف کیا ہوا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الحنفی المعروف بالجصاص (ت370ھ) فرماتے ہیں:

وأما شرط اللبث فی المسجد فإنه للرجال خاصة دون النساء.

(احکام القرآن للجصاص: ج1 ص333)

ترجمہ: (اعتکاف کے لیے) مسجد میں ٹھہرنے کی شرط صرف مردوں کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔

[2]: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلٰى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهٰذَا؟ مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ، فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 2045)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اعتکاف بیٹھنے کی) اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ مجھے بھی اجازت دلا دیں! انہوں نے اجازت دلا دی۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی

خیمہ لگانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ان کا خیمہ بھی لگا دیا گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر اپنے خیمے کی طرف تشریف لے گئے تو بہت سارے خیموں کو دیکھ کر فرمانے لگے: یہ خیمے کیسے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن نے لگائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا انہوں نے اس سے نیکی کا ارادہ کیا ہے؟ اب میں اعتکاف نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف سے باہر تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر گزار چکے تو شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا۔

شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی (ت 483ھ) احناف کا موقف بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

وَلَا تَعْتَكِفُ الْمَرْأَةُ إلَّا فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا ..... وَفِي الْحَدِيثِ أَنَّ «النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمَّا أَرَادَ الِاعْتِكَافَ أَمَرَ بِقُبَّةٍ فَضُرِبَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ رَأَى قِبَابًا مَضْرُوبَةً فَقَالَ: لِمَنْ هَذِهِ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فَغَضِبَ وَقَالَ: آلْبِرَّ يُرِدْنَ بِهِنَّ وَفِي رِوَايَةٍ يُرِدْنَ بِهَذَا، وَأَمَرَ بِقُبَّتِهِ فَنُقِضَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي ذَلِكَ الْعَشْرِ» فَإِذَا كَرِهَ لَهُنَّ الِاعْتِكَافَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَنَّهُنَّ كُنَّ يَخْرُجْنَ إلَى الْجَمَاعَةِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ، فَلَأَنْ يُمْنَعْنَ فِي زَمَانِنَا أَوْلَى.

(المبسوط للسرخسی: ج3 ص132، 133 باب الاعتکاف)

ترجمہ: عورت اپنے گھر کی مسجد (جو اس نے نماز کے لیے مخصوص کی ہے) کے علاوہ کہیں اور اعتکاف نہ کرے... حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا ۔خیمہ لگا دیا گیا۔ پھر جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید کئی خیمے دیکھے تو پوچھا کہ یہ خیمے کس کے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے خیمے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: کیا تم اس سے نیکی کا ارادہ کرتی ہو؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خیمہ اکھاڑنے کا حکم دیا اور اس عشرہ میں اعتکاف نہیں فرمایا۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنے کو ناپسند فرمایا باوجود اس بات کے کہ اس زمانہ میں عورتیں نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جایا کرتی تھیں تو اس میں زمانہ میں بدرجہ اولیٰ انہیں مسجد میں اعتکاف سے منع کیا جائے گا۔

قضائے عمری کا مسئلہ

اگر کسی شخص کی نماز رہ جائے تو اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اس شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اس نماز کی قضاء کرے۔ بعض لوگ اس مسئلہ میں افراط اور تفریط کا شکار ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ کا یہ کہنا ہے کہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، محض توبہ کر لی جائے تو کافی ہے۔ جبکہ دوسری طرف بعض اہل بدعت نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو "قضائے عمری" کے نام سے صرف چار رکعتیں ادا کر لینے سے ساری عمر کی نمازیں ادا ہو جائیں گی۔

اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں قضاء شدہ نمازیں نہ تو محض توبہ سے ذمہ سے ساقط ہوتی ہیں اور نہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو چار رکعات کی مخصوص نماز کو ادا کر لینے سے ساری نمازیں ادا ہوتی ہیں بلکہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔

چند دلائل پیشِ خدمت ہیں۔

[1]: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا.

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 684)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سو تا رہ جائے (اور نماز کا وقت نکل جائے) تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آجائے تو نماز پڑھ لے۔

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت676ھ) اس روایت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فِيهِ وُجُوبُ قَضَاءِ الْفَرِيضَةِ الْفَائِتَةِ سَوَاءٌ تَرَكَهَا بِعُذْرٍ كَنَوْمٍ وَنِسْيَانٍ أَوْ بِغَيْرِ عُذْرٍ۔

(شرح مسلم للنووی: ج1 ص231)

ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کی نماز فوت ہو جائے اس کی قضاء اس پر ضروری ہے خواہ وہ نماز کسی عذر کی وجہ سے رہ گئی ہو جیسے نیند اور بھول یا بغیر عذر کے چھوٹ گئی ہو۔

[2]: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.

(سنن الترمذی: رقم الحدیث 179)

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوۂ خندق کے دن مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازیں پڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک رات کا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا حصہ گذر گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی اور پھر اقامت کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عشاء کی نماز پڑھی۔

[3]: امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) معروف تابعی حضرت ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَاحِدَةً عِشْرِينَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ الْوَاحِدَةَ.

(صحیح البخاری: ج1 ص84 باب من نسی صلاۃ فلیصل اذا ذکر)

ترجمہ: ابراہیم النخعی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایک نماز چھوڑ دی تو اگرچہ بیس سال بھی گزر جائیں تو وہ شخص اسی قضاء شدہ نماز

کو ادا کرے۔

[4]: علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی (ت970ھ) فرماتے ہیں:

فَالْأَصْلُ فیه أَنَّ كُلَّ صَلَاةٍ فَاتَتْ عن الْوَقْتِ بَعْدَ ثُبُوتِ وُجُوبِهَا فیه فإنه يَلْزَمُ قَضَاؤُهَا سَوَاءٌ تَرَكَهَا عَمْدًا أو سَهْوًا أو بِسَبَبِ نَوْمٍ وَسَوَاءٌ كانت الْفَوَائِتُ كَثِيرَةً أو قَلِيلَةً.

(البحر الرائق لابن نجیم الحنفی: ج2 ص141)

ترجمہ: اس بارے میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ نماز جو کسی وقت میں واجب ہونے کے بعد رہ گئی ہو تو اس کی قضاء لازم ہے خواہ انسان نے وہ نماز جان بوجھ کر چھوڑی ہو یا بھول کر یا نیند کی وجہ سے نماز رہ گئی ہو، چھوٹ جانے والی نمازیں زیادہ ہوں یا کم ہوں (بہر حال قضا لازم ہے)

اہلِ بدعت کی دلیل:

اہل بدعت اپنے عمل پر یہ روایت پیش کرتے ہیں:

من قضی صلوٰۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ من رمضان کان ذلك جابراً لکل صلوٰۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ.

اس دلیل کا جواب:

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ "مَنْ قَضٰى صَلَاةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهِ إِلٰى سَبْعِينَ سَنَةً" بَاطِلٌ قَطْعًا لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ.

(الاسرار الموضوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ: ص242 رقم الحدیث 953)

ترجمہ: یہ روایت کہ ”جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز قضاء پڑھ لے تو ستر سال تک اس کی عمر میں جتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی ان سب کی ادائیگی ہو جائے گی۔“ یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے اس لیے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی بھی عبادت سالہاسال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

فضائلِ صدقۃ الفطر

[1]: حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَلٰی کُلِّ اثْنَیْنِ، صَغِیرٍ أَوْ کَبِیرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَکَرٍ أَوْ أُنْثٰی أَمَّا غَنِیُّکُمْ فَیُزَکِّیہِ اللّٰہُ وَأَمَّا فَقِیرُکُمْ فَیَرُدُّ اللّٰہُ عَلَیْہِ أَکْثَرَ مِمَّا أَعْطَاہُ".

(سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1621)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گندم کا ایک صاع ہر دو افراد کی طرف سے ہو گا (اس اعتبار سے ایک فرد کی طرف سے نصف صاع ہو گا)؛ وہ دونوں افراد چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت۔ اس لیے جو لوگ تم میں سے غنی (مالدار) ہو تو ان کو اللہ تعالیٰ (صدقۃ الفطر کی وجہ سے) پاک فرمائیں گے اور جو تم میں سے غریب ہوں (تو صدقہ ان پر واجب تو نہیں، تاہم اگر وہ دے دیں) تو اللہ تعالیٰ انہیں اس صدقہ سے زیادہ عطا فرمائیں گے جو انہوں نے دیا ہے۔

[2]: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکَاۃَ الْفِطْرِ طُہْرَۃً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَۃً لِلْمَسَاکِینِ فَمَنْ أَدَّاہَا قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَہِیَ زَکَاۃٌ مَقْبُولَۃٌ وَمَنْ أَدَّاہَا بَعْدَ الصَّلَاۃِ فَہِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

(سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1817)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار پر زکوٰۃ فطر (یعنی صدقۃ الفطر) کو مقرر فرمایا ہے تاکہ ان کے روزے عبث اور برے کاموں سے پاک ہو سکیں اور مساکین کو کھانا کھلایا جا سکے (یعنی ان کی امداد کی جا سکے) جس شخص نے یہ صدقہ نماز (عید) سے پہلے ادا کر دیا تو یہ صدقہ مقبول ہو گا اور جس نے نماز (عید) کے بعد ادا کیا تو یہ صدقات میں سے ایک صدقہ ہی شمار ہو گا (یعنی اس کا ثواب نماز سے پہلے ادا کیے ہوئے صدقہ کی طرح تو نہیں ہو گا گو کہ صدقہ ادا ہو جائے گا)

[3]: عَنْ جَرِیرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "شَہْرُ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، لَا یُرْفَعُ إِلَّا بِزَکَاۃِ الْفِطْرِ".

(الترغیب والترہیب للمنذری: ج2 ص97 کتاب الصوم)

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں، انہیں صدقۃ الفطر کے بغیر نہیں اٹھایا جاتا (یعنی ان کی کامل قبولیت اس وقت ہوتی ہے جب صدقۃ الفطر ادا کیا جائے)

[3]: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکَاۃَ الْفِطْرِ وَقَالَ: "أَغْنُوہُمْ فِی ہٰذَا الْیَوْمِ". (سنن الدار قطنی: رقم الحدیث 2157)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر (یعنی صدقۃ الفطر) کو مقرر کر کے ارشاد فرمایا: غرباء کو اس دن غنی کر دو! (یعنی صدقۃ الفطر ادا کر کے ان کی مالی معاونت کرو جس سے وہ مالدار ہو جائیں۔)

مسائلِ صدقۃ الفطر

صدقہ فطر ان چار قسم کی اجناس سے دیا جا سکتا ہے:

(۱): کشمش...... ایک صاع، ساڑھے تین کلو تقریباً

(۲): چھوارے...... ایک صاع، ساڑھے تین کلو تقریباً

(۳): جَو...... ایک صاع، ساڑھے تین کلو تقریباً

(۴): گندم...... آدھا صاع، پونے دو کلو تقریباً

بعینہ یہی اجناس بھی دی جا سکتی ہیں اور ان کی قیمت بھی۔ اپنی وسعت کے مطابق انسان کو مہنگی جنس کے اعتبار سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ مزید مسائل کے لیے بندہ کی کتاب "رمضان المبارک؛ فضائل ومسائل" کا مطالعہ فرمائیں۔

چاند رات کی فضیلت اور اس میں کرنے والے کام

چاند رات بڑی اہمیت کی حامل رات ہے۔ اسے "لیلۃ الجائزہ" بھی کہا جاتا ہے یعنی "انعام ملنے والی رات"۔ مسلمانوں نے رمضان کا پورا مہینہ روزہ رکھ کر حکم خداوندی کو سرانجام دیا۔ ان کا عمل مکمل ہو گیا تو آج کی رات ان کے انعام کی رات ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج5 ص278 رقم الحدیث 3421)

ترجمہ: جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام "لیلۃ الجائزۃ" رکھا جاتا ہے (یعنی انعام حاصل کرنے والی رات)

اس لیے اس رات کو فضولیات میں ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی برکات، رحمتوں اور من جانب اللہ مغفرت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس رات کی فضیلت پر چند روایات ملاحظہ ہوں:

1: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ.

(سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1772)

ترجمہ: جس شخص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے قیام کیا (یعنی عبادات سرانجام دیں) تو اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہو گا جس دن سب کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

2: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

خَمْسُ لَيَالٍ لَا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ.

(مصنف عبد الرزاق: ج4 ص313 رقم الحدیث 7927)

ترجمہ: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعا کو رد نہیں کیا جاتا: ۱.... جمعہ کی رات، ۲.... رجب کی پہلی رات، ۳.... شعبان کی پندرہویں رات اور ۴، ۵.... عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی دو راتیں۔

ان روایات اور دیگر کئی روایات کے پیشِ نظر محدثین نے اس رات کی عبادت کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

اتفقوا على استحباب إحياء ليلتي العيدين وغير ذلك.

(شرح مسلم للنووی: ج1 ص372 کتاب الاعتکاف باب الاجتهاد فی العشر الأواخر من شهر رمضان)

ترجمہ: علمائے امت اس بات پر متفق ہیں کہ عیدین اور دیگر (بابرکت اور فضائل کی حامل) راتوں میں جاگنا مستحب ہے۔

اس رات کی اہمیت کے پیشِ نظر عبادات کو بجالایا جائے اور اگر عبادات بجانہ لاسکیں تو فسق فجور اور لایعنی کاموں میں پڑنے سے بہتر ہے کہ عشاء کی نماز مسجد میں جماعت سے ساتھ ادا کریں اور آرام کریں۔ صبح اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کریں اور فجر کی نماز بھی با جماعت ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ پوری رات کی عبادت کا ثواب عنایت فرمائیں گے۔ اس طریقے سے گناہوں سے حفاظت بھی رہے گی اور ثواب بھی ملے گا ان شاء اللہ۔

اس رات یہ کام کریں:

عید کی رات کو درج ذیل چند کام سرانجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے:

1: نوافل پڑھنا

2: قرآن مجید کی تلاوت کرنا

3: صدقہ دینا

4: دعاؤں کا اہتمام کرنا

5: ذکر اللہ کرنا

6: اپنے گناہوں کی معافی مانگنا

7: امت مسلمہ کی بھلائی اور عافیت کی دعا کرنا

8: رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا

9: اگر کسی کی حق تلفی ہو گئی ہو تو اس سے معافی مانگنا

10: کسی نے ظلم زیادتی کی ہو تو اسے معاف کرنا

فائدہ: معتکفین اگر اس رات اپنے گھروں کو جانے کے بجائے مسجد ہی میں عبادت سرانجام دیں تو ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ ہاں اگر گھروں کو چلے جائیں تب بھی درست ہے۔

نمازِ عید کی ادائیگی کا طریقہ

نمازِ عید اس طریقہ سے پڑھیں کہ پہلی رکعت میں ثناء پڑھنے کے بعد تین زائد تکبیرات اس طرح کہیں کہ ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں۔ امام صاحب اعوذ باللہ، بسم اللہ، فاتحہ اور اس کے بعد والی سورت پڑھے گا۔ مقتدی خاموش رہیں۔ اس کے بعد رکوع، قومہ، دو سجدے کر کے قیام کریں۔ دوسری رکعت میں امام صاحب بسم اللہ، فاتحہ اور اس کے بعد والی سورت پڑھے گا۔ مقتدی خاموش رہیں گے۔ قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں اس طرح کہیں کہ ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں اور پھر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ پھر قومہ، دو سجدے کر کے تشہد بیٹھیں اور آخر میں سلام پھیر دیں گے۔

عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ جَلِيسٌ لأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ. وَقَالَ أَبُو عَائِشَةَ وَأَنَا حَاضِرٌ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ.

(سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1155)

ترجمہ: حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہتے تھے جس طرح جنازہ کی چار تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرتے ہوئے) کہا کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ میں گورنر تھا تو وہاں بھی ایسے ہی کیا کرتا تھا۔ ابو عائشہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا (جب انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی)

چونکہ پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ اور تین زائد تکبیریں مل کر چار تکبیریں ہوئیں اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور رکوع کی تکبیر مل کر چار ہوئیں۔ تو یوں گویا کہ ہر رکعت میں چار تکبیرات ہوئیں۔ اس لیے جنازہ کی چار تکبیرات سے تشبیہ دینا درست ہوا۔

تکبیرات عیدین میں رفع یدین:

نمازِ عیدین میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا ہے:

دلیل نمبر 1:

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّهُ قَالَ: تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ، فِيْ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي التَّكْبِيْرِ لِلْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَفِي الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ.

(سنن الطحاوی: ج1 ص417 باب رفع الیدین عند رویۃ البیت)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے۔(۱) نماز کے شروع میں (۲) نمازِ وتر میں قنوت کے وقت (۳) عیدین میں (۴) حجر اسود کو سلام کے وقت، (۵) صفا و مروہ پر، (۶) مزدلفہ اور عرفات میں (۷) دو جمروں کے پاس ٹھہرتے وقت۔

دلیل نمبر 2:

وَاتَّفَقُوْا عَلٰى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيْرَاتِ.

(مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری: ج3 ص495 باب صلاۃ العیدین رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ: ص63)

ترجمہ: فقہاء کرام کا عیدین کی تکبیرات کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

خواتین کا عید گاہ جانا:

ابتدائے اسلام میں عورتوں کو دین کے بنیادی احکامات مسائل اور آداب سے روشناس کرنے کے لیے مختلف اجتماعات مثلاً فرض نماز، جمعہ، عیدین وغیرہ میں شرکت کی اجازت تھی جب یہ ضرورت پوری ہوئی اور عورتیں بنیادی مسائل و احکام سے واقف ہو گئیں تو انہیں اجتماعات سے روک دیا گیا۔

[1]: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ لَا يُخْرِجُ نِسَاءَهُ فِي الْعِيْدَيْنِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج4 ص234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین رقم 5845)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر کی خواتین کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

[2]: عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُ اِمْرَاَةً مِّنْ اَهْلِهٖ تَخْرُجُ اِلٰى فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰى.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج4 ص234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین رقم 5846)

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر بن عوام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے گھر کی کسی عورت کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

[3]: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ كَانَ الْقَاسِمُ اَشَدَّ شَيْئٍ عَلَى الْعَوَاتِقِ، لَايَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج4ص234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین رقم 5847)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن قاسم کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ نوجوان عورتوں کے بارے میں بہت سخت تھے کہ انہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نہیں جانے دیتے تھے۔

[4]: عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يُكْرَهُ خُرُوْجُ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج4ص234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین رقم 5844)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عورتوں کو عیدین کی نمازوں کے لئے جانا مکروہ ہے۔

شوال کے چھ روزے

رمضان المبارک کے روزوں اور عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کی احادیث میں بہت فضیلت اور ترغیب آئی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.

(صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَاَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا.

(مسند احمد: رقم الحدیث 14302)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

پہلی حدیث میں شوال کے چھ روزے رکھنے کو "پورے زمانے کے روزے" اور دوسری حدیث میں "پورے سال کے روزے" رکھنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو بقاعدہ "الحسنة بعشر امثالها" (ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گناہ ہے) اس ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ دو مہینے کے روزوں برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اور اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے روزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس سے مذکورہ حدیث کا مطلب واضح سمجھ میں آتا ہے کہ "گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے"، نیز اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ رمضان کے ساتھ ساتھ شوال کے روزوں کو بھی مستقل رکھتا رہے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری ہو۔ اس توجیہہ

سے حدیث مذکور کا مضمون "یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے" بالکل واضح ہو جاتا ہے۔لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ اس فضیلت کو حاصل کر لیا جائے۔

چند مسائل:

1: اگر کسی کے ذمہ؛ رمضان کے روزے ہوں تو احتیاطاً پہلے ان روزوں کی قضاء کی جائے، بعد میں شوال کے بقیہ دنوں میں ان چھ روزوں کو رکھا جائے۔

2: شوال کے یہ چھ روزے عید کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں بلکہ عید کے دن کے بعد جب بھی چاہے رکھ سکتے ہیں۔بس اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ ان چھ روزوں کی تعداد شوال میں مکمل ہو جانی چاہیے۔